Al-Azhār

Volume 7, Issue 1 (Jan-June, 2021)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/49

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/49

Article DOI: https://doi.org/ 10.46896/alazhr.v7i01.47

Title Historical Background of Imprisonment and Its Beginning and Legitimacy in Islam

Author (s): Abdul Jalil and Dr. Rooh ullah

Received on: 29 June, 2020

Accepted on: 29 May, 2021

Published on: 25 June, 2021

Citation: Abdul Jalil and Dr. Rooh ullah, “Construction:Historical Background of Imprisonment and Its Beginning and Legitimacy in Islam,” Al-Azhār: 7 no, 1 (2021): 54-65

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

سزائے بصورتِ حبس(imprisonment)کا تاریخی پسِ منظر اور اسلام میں اس کی ابتداءو مشروعیت

HISTORICAL BACKGROUND OF IMPRISONMENT AND ITS BEGINNING AND LEGITIMACY IN ISLAM

*عبدالجلیل

**ڈاکٹر روح اللہ

Abstract

For the best, successful and peaceful social life, religion and society set the boundaries of good and evil and determined the reward for good and the punishment for evil. That is why many evils and crimes considered punishable in Bible, Manodharma Shastra and Quran. One of these punishments is imprisonment. Imprisonment means "Preventing or shutting down a person's personal possession". That is, the imprisoned man cannot go out freely for his possessions, campaigns, gatherings and meetings, etc. This punishment was prevalent in pre-Islamic periods like in the ancient Egyptian civilization (2050-1786BC), the Hammurabi period (2067-2025BC), the ancient Iraqi civilization, also known as the Biblical civilization(1792-1750BC), the Roman Empire (753BC), the Assyrian Empire (746BC), Persian Empire, Buddhism(600BC), in the Arab period of pre-Islamic era. Islam upheld the same punishment after its arrival. In the age of Prophethood and the age of Siddiqui, the practice was to bind the culprit and forbid him from taking possession. Regular prisons were set up during the Farooqi and Alawite periods. The Quran also allows this punishment, as it points to the imprisonment of robbers. The prophet (PBUH) tied Thamama ibn Athaal to a pillar and imprisoned a criminal. To this day, the practice of the Muslim Ummah proves the consensus of its legitimacy. The intellect also justifies imprisonment because sometimes the offender has to be kept out of society in order to be reformed and so that the decision made in this regard can be easily implemented. In short, for the betterment of individuals and for the peace and tranquility of society, Islam has declared imprisonment as a discretionary option of the ruler.

Key words: Imprisonment, Punishment, Crime, Culprit, Legitimacy

---

*پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف پشاور

**معلم عربی، گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نمبر4 مردان

مقدمہ

ہر سماج اور مذہب میں اچھائی پر جزا اور برائی پر سزا دینا تاریخ کا حصہ ہے۔ سزاء بصورت حبس بھی سزا کی ایک قسم ہے جو اسلام سے پہلے قدیم مصری تہذیب، قدیم عراقی تہذیب، حمورابی دور، عرب سماج کی زمانہ جاہلیت، روم، فارس، بدھ مت وغیرہ کے ادوار میں مروج رہی۔ اسلام نے انسانیت کی اصلاح اور معاشرتی امن و سکون کے لئے اس کو باقی رکھا اور اس کے نظام میں مفید اصلاحات کیں۔ اسلامی تعلیمات میں سزا بصورت حبس کے لئے دو اصطلاحات استعمال ہوئے ہیں؛ سجن اور حبس۔ سجن کا معنی مکان الحبس (قید یا بند کرنے کی جگہ) ہے، اس کی جمع سجون، سجناء، اور سجنی ہے [1]۔ اردو ادب میں "سجن" کا معنی قید خانہ سے کیا جاتا ہے اسی مادہ سے دوسرے اصطلاحات یوں استعمال ہوتے ہیں؛ سجین بمعنی قید، مسجون بمعنی قیدی [2]۔ اسی طرح "حبس" کا معنی بھی قید خانہ ہے جس کی جمع حبوس اور محابس آتا ہے [3]۔ ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ "سجن" اور "حبس" دونوں آپس میں مترادف الفاظ ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید او احادیث مبارکہ میں ان دنوں کے استعمال میں کوئی فرق نہیں کیا ہے کیونکہ دنوں میں یہ معنی مشترک ہے کہ "روکنا، منع کرنا"[4]۔

سجن (جیل) کی اصطلاحی تعریف

جیل کی اصطلاحی تعریف میں علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ "تَعْوِيقُ الشَّخْصِ وَمَنْعُهُ مِنْ التَّصَرُّفِ بِنَفْسِهِ سَوَاءٌ كَانَ فِي بَيْتٍ أَوْ مَسْجِدٍ"[5] کہ اس سے مراد کسی شخص کو ذاتی طور پر تصرف کرنے سے روکنا یا بند کرنا ہے چاہے گھر میں ہو یا مسجد میں۔

اسی طرح جیل کی تعریف علامہ کاسانی نے ان الفاظ میں کیا ہے "جو آدمی جبس میں ہوتا ہے اس کو اپنی مصروفیات، مہمات، اجتماعات، خوشی کے محفلوں، جنازوں میں شرکت، عیادت مریض، ملاقت اور مہمان نواسی کی طرف نکلنے کا مجاز نہیں ہو گا"[6]۔

سزا بصورتِ حبس / جیل کی سزا کا تاریخی پس منظر

مذہب اور سماج دونوں جہاں اچھائی اور برائی کے حدود کا تعین کرتی ہیں وہاں اچھائی پر جزا اور ثواب اور برائی پر سزا اور وعید کا ذکر کرتی ہیں۔ برائی اور جرائم پر سزا بائبل اور قران دونوں میں مذکور ہے مثلاً بائبل اور قران دونوں کی روسے قتل، زنا، چوری اور دیگر جرائم خلافِ اعضاء و خلافِ ناموس موجب سزا جرائم ہیں [7]۔ ہندووں کے منو دھرم شاستر کی روسے زنا، چوری اور شراب نوشی مہاپاپ (بڑا گناہ) قرار دیا گیا ہے اگر کوئی برہمن ان گناہوں میں سے کسی ایک کا بھی مرتکب ہو تو اس کے اندر سے برہما نکل جاتا ہے اور وہ شودر کے درجے

پر آجاتا ہے[8]۔

جرائم پر سزا کبھی جسمانی اور کبھی قید و جیل کی شکل میں دی جاتی تھیں جس کے ذریعے مجرم کی آزادانہ حرکات، اعمال اور تصرفات پر پابندی عائد کر دی جاتی تھی اور وہ ایک آزاد انسان کی طرح زندگی گزار نہیں سکتا۔ اسے اپنے عزیز و اقارب سے دور رکھا جاتا ہے تاکہ اسے احساس ہو جائے کہ جرم کی وجہ سے وہ زندہ ہو کر بھی اپنے عزیز و اقارب کے لئے مرا ہوا ہے۔

قید بطور سزا کا تصور بہت قدیم ہے مثلاً بائبل اور قرآن کی رو سے مصر میں یوسفؑ کو جیل میں ڈالا گیا[9]۔ فرعون نے اسی شہر میں حضرت موسیٰؑ کو دھمکی دی تھی کہ اگر وہ میرے سوا کسی اور کو خدا مانتے ہیں تو اس کو جیل میں ڈالا جائے گا[10]۔ اسی طرح حضرت سلیمانؑ نے انتہائی درجہ کے سرکش جنات کو قید کی سزا دی تھی[11]۔ اسی طرح دنیا کی دوسری قدیم تہذیبوں میں جرم پر سزا بالخصوص سزائے بصورت حبس کا تصور چلا آرہا ہے چنانچہ مصری تہذیب جو قدیم ترین تہذیب سمجھا جاتا ہے جو (2050-1786 B.C) تک شمار کی جاتی ہے[12]۔ مصر کے فراعنہ نے اپنی حکومتی رٹ اور حکم قائم رکھنے کے لئے مختلف قسم کے سزائیں نافذ کی تھیں جن میں طرح طرح کے سخت ترین سزائیں دی جاتی تھی "انہی سزاؤں کو دیکھ کر قیدی موت کو ترجیح دیتے تھے"[13]۔

حمورابی جو بائبلوں تہذیب کا چھٹا بادشاہ گزرا ہے 2067ق م تا 2025ق م تک "جو حضرت ابراہیمؑ کا ہم عصر تھا"[14] اس نے ایک قانون مرتب کیا تھا جس کو حمورابی کا قانون (The Code of Hammurabi) کہا جاتا ہے اس میں جہاں جرائم مثلاً چوری، ڈاکہ، قتل وغیرہ کے ارتکاب پر مختلف قسم کی سزائیں دی جاتی تھی وہاں پر اس میں حبس اور قید کی سزا کا تصور بھی موجود تھا[15]۔

قدیم عراقی تہذیب جو بائبلی تہذیب سے بھی یاد کیا جاتا ہے جس کا اہم اور مایہ ناز دور 1792 تا 1750 شمار کیا جاتا ہے جو دجلہ و فرات کے اطراف میں موجود رہا تھا جنہوں نے مختلف قسم کے جرائم پر دیگر سزاؤں کے ساتھ قید خانے کی سزا بھی قائم کی تھی جہاں پر قرض، چوری، رشوت کے مجرموں کو رکھتے تھے نیز سرکش غلام بھی انہیں قید خانوں میں رکھے جاتے تھے[16]۔

عبرانی دور جو (1000 ق م) میں رہا ہے، اس دور میں بھی دیگر سزاؤں کے ساتھ سزا بصورت حبس کا تصور موجود تھا۔ جرائم کے ارتکاب پر کئی قسم کی سزائیں دی جاتی تھیں لیکن باقاعدہ طور قید حبس کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب بادشاہت کے زمانے میں شاہ احاب نے حکم دیا کہ پیغمبر میکایاہ کو قید کردو[17]۔

آشوری سلطنت (746 قبل مسیح) کے دور میں مختلف قسم کی سزائیں رائج تھیں مثلاً "وہ مجرموں کو پکڑ کر کھلے

میدانوں کی طرف لے جاتے تاکہ وہاں بھوکے درندے ان کو نوچ لیں، آنکھوں میں گرم سیخ گھساتے، زندہ ہو کر بھی ان سے چمڑے ادھیڑتے اور ان کے جسموں کو ہانڈیوں میں آگ لگاتے، کتے اور بھیڑیے ان کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا جاتے"[18]۔ انہیں سزاؤوں کے ساتھ ساتھ اس دور میں قید خانوں کا تصور بھی ملتا ہے جہاں پر سمگلروں، چوروں، شاہی نوکری سے سزا یافتہ مجرموں، ٹیکس چوروں وغیرہ کو رکھا جاتا تھا[19]۔

رومن سلطنت جس کی ابتداء 753 ق م میں ہوئی۔ "اس دور میں قید خانے گہرے اور خوف ناک تہہ خانوں کی صورت میں ہوتے تھے، ان کا مشہور قید خانہ فرغامس ہے جو قسطنطنیہ کے سمندر کے درمیان میں واقع تھا جہاں پر صرف سیاسی قیدی رکھے جاتے تھے اور عاصمہ نامی قید خانہ قسطنطنیہ میں تھا جہاں پر ابو فراس الحمدانی قید تھا جس نے اس قید خانے کے بارے رومی زبان میں دردناک اشعار کہے ہیں"[20]۔

اہل فارس کے ہاں بھی قید خانوں کا رواج تھا جہاں پر وہ مجرموں کو قید کرتے اور پھر ان کو مختلف قسم کی سزائیں دیتے، ان سے مشقت کے کام لیتے تھے جس کی دلیل یہ ہے کہ جب اہل حبشہ نے یمن پر قبضہ کیا تو یمن کے بادشاہ سیف بن ذی یزن نے کسری سے مدد کا مطالبہ کیا جس پر کسری نے اٹھ سو (800) قیدی اس کے ساتھ جنگ کے لئے بھیج دیے جن کے معاونت سے اس نے جنگ کی اور یہ واقعہ، واقعہ فیل سے بعد کا ہے اہل کسری / فارس کا مشہور جیل ساباط تھا جو ان کے دارالخلافہ مدائن میں تھا جہاں پر قیس بن مسعود شیبانی جاہلی قید تھا"[21]

قدیم ہندوستان میں بھی سزا و جزا کا تصور اور نظام کسی قدر موجود تھا۔ وید کے زمانے میں یہاں پر جب کوئی مجرم گرفتار ہوتا تھا تو ٹرائل سے پہلے اس کو قید کیا جاتا تھا تاکہ وہ عدالت کے فیصلے تک وہ اسی جگہ بند رہے۔ دیگر سزاؤوں مثلاً پھانسی، مسخ کرنا، موت، مشقت وغیرہ کے مقابلے میں سزا بصورت حبس ایک معتدل سزا شمار ہوتی تھی۔ جرم کے ارتکاب کرنے والوں کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا جاتا تھا تاکہ وہ معاشرہ سے الگ تلگ ہو کر رہے۔ یہ قید خانے مکمل تاریک، ٹھنڈے، روشنی سے خالی، گندہ العرض ان میں انسانوں کے رہائش پذیر ہونے کے لئے ضروری انتظامات کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا تھا[22]۔

بدھا مذہب جو ہندوستان کی ایک قدیم مذہب و تہذیب ہے جس کی ابتداء تقریباً 600 ق م میں ہوئی۔ ان کے ہاں بھی جیل و قید کا تصور اور وجود پایا جاتا تھا جہاں پر مجرم کو معاشرے سے الگ کرنے اور سانس کی تنگی کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ پروفیسر بے.بنگٹن لکھتے ہیں "بدھ مت مذہب کے پیشواؤوں میں ایک بادشاہ راجہ اشوک گزرا ہے جس کے زمانہ میں ہڑپا، ٹیکسلا او موہنجوڈڑو میں جیل کی شکلیں موجود تھیں جو زیر زمین نہروں کی شکل میں بنے ہوئے تھے"[23]۔

عرب دنیا کے دور جاہلیت میں قید خانوں کا وجود تھا جہاں پر وہ اپنے مجرموں کو قید کرتے تھے اور ان کو مختلف قسم کی سزائیں دیتے تھے بالخصوص "عرب اپنے قیدیوں کو درختوں کی شاخوں کے ساتھ، کھلے میدانوں میں اور گھروں کے اندر باندھتے، فارس کے ساتھ آمد و رفت سے عربوں نے وہاں سے فیصلوں اور اداروں کے بہت سے طریقے اور عادات سیکھ لیے تھے پھر انہوں نے اپنا مشہور جیل ضنین بنالیا جہاں پر عنترۃ بن شداد العبسی اور عدی بن زید العبادی قید تھے"[24]۔

اسلام نے آنے کے بعد مختلف قسم کے جرائم کے روک تام کے لئے حد، قصاص اور تعزیرات کی سزائیں مقرر کیں۔ حد اور قصاص تو وہ سزائیں ہیں جن میں کسی حکمران کو کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں جس طرح اللہ تعالی نے اس کی حد بندی کی ہے حکمران اسی انداز میں نافذ ہی کر سکتا ہے۔ جہاں تک تعزیری سزائیں ہیں شریعت نے یہ سزائیں حکمران کی صوابدید پر چھوڑ دی ہے کہ حکمران جرم اور مجرم کی نوعیت اور طرز و انداز کو دیکھ کوئی سزا تجویز کر سکتا ہے۔

حد سے مراد وہ مقرر سزا ہے جو خالص اللہ تعالی کا حق ہے[25] وہ جرائم جن کے ارتکاب پر حد کی سزا مقرر ہے سات ہیں: 1۔ زنا، 2۔ قذف، 3۔ شراب نوشی، 4۔ چوری، 5۔ ڈاکہ زنی، 6۔ ارتداد، 7۔ بغاوت

قصاص سے مراد وہ سزا جس میں قاتل کو قتل عمد کرنے کی صورت میں رد عمل کے طور پر قتل کر دیا جاتا ہے۔

تعزیری جرائم سے مراد وہ جرائم ہیں جن پر کوئی حد یا قصاص مقرر نہ ہو بلکہ جرم کی حیثیت اور اس کے فاعل کے احوال کے مطابق سزا کی نوعیت اور حکم مختلف ہوتا ہے[26]۔ جیل یا حبس یا سزائے بصورت حبس یہ انہی تعزیری سزاؤں میں سے ایک ہے جو حکمران کی صوبدایدی اختیارات میں سے ہے۔

اسلام میں جیل کی ابتداء

حدیث میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف کچھ گھوڑ سوار بھیجے تھے جو قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال گرفتار کر کے لائے اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ ﷺ جب اس کے پاس نکل آئے تو ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو کھول دو جس کے بعد وہ قریب کے کھجوروں کی طرف گیا اور غسل کر کے واپس مسجد میں داخل ہوا تو کہنے لگا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"[27]۔

دور رسالت ﷺ اور دور صدیقی میں جیل خانہ جات کا باقاعدہ نظام نہیں تھا جب ضرورت پیش آئی تو مجرم کو کسی ستون، گھر یا خیمے وغیرہ میں باندھ دیتے تھے البتہ حضرت عمر کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے باقاعدہ طور

پر مکہ میں ایک گھر خرید کر جیل بنایا تھا" حضرت عمر نے مکہ چار ہزار درہم کے ساتھ حضرت صفوان بن امیہ کا گھر خرید کر جیل قرار دیا"[28]۔ دور عثمان میں بھی ددر فاروقی کی طرح سزاو جزا کا نظام جاری تھا چنانچہ ضابی بن الحارث جو ایک نہایت بد گو شاعر تھے اور بنی تمیم کے چوروں میں سے تھا، حضرت عثمان نے اس کو تاحیات قید میں رکھا[29]۔ حضرت علی نے اس سزا کو مزید ترویج دی اور آپ نے باقاعدہ جیل خانوں کے لئے عمارتیں تعمیر کیں۔ سب سے پہلے آپ نے کوفہ میں سرکنڈوں / بانس کی لکڑیوں سے ایک جیل بنایا تھا اور اس کا نام نافع رکھا جس میں اس نے چوروں کو قید کیا تھا جنہوں نے جیل توڑا اور بھاگ گئے۔ اس کے بعد حضرت علی نے مٹی اور پتھروں سے ایک دوسرا جیل بنایا جس کا نام مخیس رکھا[30]۔ دور بنو امیہ جو خلفاء راشدین کے بعد ملت اسلامیہ کا ایک شاندار دور رہا ہے جس کا بانی حضرت امیر معاویہ شمار ہوتا ہے جو 41ھ سے شروع ہوتا اور تقریبا 132ھ تک ہے جس نے نظام جیل خانہ جات کو جدید خطوط پر استوار کیا اور جیلوں کے وارڈن مقرر کیئے[31]۔ اموی حکمران عمر بن عبدالعزیز (م 101ھ) جب خلیفہ بنے تو آپ نے جہاں دیگر تمام شعبہ جات میں انقلابی اقدامات کئے وہاں پر قیدیوں کے بارے میں بھی اس نے خصوصی ہدایات جاری کئے اور جیل خانہ جات میں ان کے تمام حقوق کی بطریقہ احسن انجام دہی کا حکم دیا[32]۔

عباسی دور کی ابتداء تب ہوئی جب 132ھ میں بنو امیہ کی حکومت اختتام پذیر ہوئی اور پھر 656ھ تک برسر اقتدار رہا، ملک کے طول و عرض میں جہاں بنوامیہ کے دور سے جیل خانے قائم ان کو فعال رکھا گیا او جہاں ضرورت محسوس کی نئے قید خانے تعمیر کئے چنانچہ عباسی خلیفہ مہدی (170ھ) کے دور میں کوفہ کا جیل خانہ "داربلال"[33] مشہور ہے۔ پھر ان کے بعد مسلمانوں کے تمام ادوار میں معاشرے میں امن کی بحالی اور جرائم کے روک تھام کے لئے جیل خانہ جات کے نظام اور قیدیوں کے حقوق پر توجہ دیا جاتا رہا۔

اسلام میں سزا بصورت حبس (Imprisonment) کی مشروعیت کا جائزہ

اسلامی تعلیمات کے مطابق احکامات کے استنباط اور استخراج کے چار مصادر ہیں؛ قران مجید، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس تو یہاں پر ان چاروں مصادر کی روشنی میں سزا بصورتِ حبس یا جیل کی سزا کی جواز اور مشروعیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

جیل کی مشروعیت؛ قران مجید کی روشنی میں

بعض علماء نے جیل کی مشروعیت اور جواز پر قران مجید کی اس آیت مبارک سے استدلال کیا ہے "مسلمانوں تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار کی

شہادت ہو اگر وہ بدکاری کی گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کر دے یا اللہ تعالی ان کے لئے کوئی اور راستہ مقرر کر دے"[34]۔ اس کی تشریح میں ابن عربی (م) لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ابتداء اسلامی میں ان کو گھروں میں بند کرنے کا حکم دیا جب مجرموں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن جب مجرموں کی تعدا میں اضافہ ہوا اور ان کے مر جانے کا خدشہ زیادہ ہو تو باقاعدہ اس کے جیل بنائے گئے[35]۔

اسی علماء نے جیل اور سزا بصورت حبس کی جواز پر درج ذیل ایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں "اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ بری طرح قتل کر دیئے جایئے یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے غائب کر دیئے جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب تیار ہے"[36]۔ علماء احناف فرماتے ہیں کہ اسی آیت میں "ینفوا من الارض" سے مراد "یسجن" ہے کہ جیل میں بند کر دیا جائے گا[37]۔

سجن (جیل) کا لفظ قران مجید میں دس دفعہ آیا ہے؛ ایک دفعہ تہدید فرعون میں ہے جہاں اس نے حضرت موسیٰؑ کو جیل میں ڈالنے کی دھمکی دی ہے[38] اور نو دفعہ حضرت یوسفؑ کے واقعہ کی ضمن میں۔

لفظ "حبس" جو لفظ "سجن" کا مترادف ہے ہے اس کا استعمال میں بھی قران مجید میں دو جگہوں پر ہوا ہے سورہ مائدہ کے آیت 106 میں اور سورہ ہود ایت 8 میں۔

سزا بصورت حبس کی مشروعیت: سنت کی روشنی میں

حضرت محمد ﷺ کی سیرت اور سنت کے مطالعہ سے سزا بصورت حبس اور جیل کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ بعض احادیث مبارکہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے؛

1۔ حضرت ابو ہریر سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف کچھ گھوڑ سوار بھیجے تھے جنہوں نے قبیلہ بنو حنیفۃ کا سردار گرفتار کرکے لایا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ ﷺ جب اس کے پاس نکل آئے تو ارشاد فرمایا کہ تمام کو کھول دو جس کے بعد وہ قریب کے کھجوروں کی طرف گیا اور غسل کرکے واپس مسجد میں داخل ہوا تو کہنے لگا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"[39]۔

اسی طرح دار قطنی میں حضرت حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ "حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر

ایک آدمی دوسرے آدمی کو پکڑلے اور کوئی تیسرا آدمی آکر اس کو قتل کردے تو جس آدمی نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے پکڑا تھا اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا"[40]۔

ابوداود میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ "حضرت محمد ﷺ نے ایک آدمی کو کسی تہمت میں قید کیا تھا تو ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے پڑوسی کو کس وجہ سے پکڑا ہے جس پر دو دفعہ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا پھر اس نے کوئی چیز ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس پڑوسی کے لئے آزاد کردو"[41]۔

انہی احادیث کی تناظر میں سنت مبارکہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ سزا بصورت حبس کا شریعت اسلامی میں گنجائش موجود ہے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل سے ثابت ہے لہذا جب بھی حکمران کسی مجرم کے لئے یہ بات محسوس کرے کہ اس کے انفرادی یا معاشرتی فائدے کے لئے اس کا جیل میں رکھنا مفید ہے تو وہ اس فیصلے کا مجاز ہو گا۔

جیل کی مشروعیت، اجماع کے تناظر میں

سزا بصورت حبس / جیل کے جواز پر تمام امت کا اجماع ہے کیونکہ یہی سزا آپ ﷺ کے دور میں عمل میں رہا ہے، خلفاء راشدین کے دور میں بھی یہ مروج رہا جیسا کہ حضرت عمر کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے باقاعدہ طور پر مکہ میں ایک گھر خرید کر جیل بنایا تھا "حضرت عمر نے مکہ چار ہزار درہم کے ساتھ حضرت صفوان بن امیہ کا گھر خرید کر جیل قرار دیا"[42]۔ "اس پر امت کے علماء اور فقہاء کا عمل رہا ہے۔ بطور نمونہ چند حوالے اور دلائل اوپر ذکر کیئے گئے اسکے علاوہ بھی فقہی کتابوں میں بہت سے دلائل اور حوالے موجود ہیں جو فقہاء کے ہاں مسلم ہیں"[43]۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ سزاء بصورت حبس کے جواز اور عمل پر امت مسلمہ متفق ہے۔

جیل کی مشروعیت، عقل کے تناظر میں

ایک مسلمان ہونے کے ناطے جب ایک دفعہ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا حکم قران و حدیث سے معلوم ہو جائے تو اس کے بعد اس کے لئے سر تسلیم خم کرنا چاہئے کیونکہ اسلام میں قران و حدیث سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتا تاہم اللہ تعالی نے انسان کو اپنی تخلیقات میں غور کرنے سے نہیں روکا ہے بلکہ اس میں غور کرنے کی ترغیب دی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ تعالی کی مخلوق میں غور فکر کیا کرو لیکن اللہ تعالی کی ذات میں نہیں کیونکہ پھر ہلاک ہو جاوگے"[44]۔ اسی لئے سزا بصورت حبس کے بارے میں عقلی غور و خوض

کرنے کی گنجائش کا اندازہ ہوتا ہے۔
عقلی طور پر اگر جیل کی سزا پر غور کیا جائے تو عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ سزا بصورت حبس کی گنجائش ہونی چاہیے۔ اس کی دو جہتیں ہیں؛

1۔ جیل چونکہ ایک تعزیری سزا ہے اور قاضی کی اجتہاد پر موقوف ہے تو بعض اوقات مجرم پر دیگر سزائیں اثر نہیں کرتی اور مجرم اسی جرم میں بڑھتا جاتا ہے تو اس صورت میں یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ اس کو دیگر لوگوں کے ساتھ شمولیت سے الگ رکھا جائے تا کہ وہ اس کی ایذا رسانی سے محفوظ ہوں اور مجرم کو اس بات کی فرصت میسر آیا جائے کہ وہ اپنی اصلاح احوال کی فکر کر سکے۔

2۔ شریعت نے اس بات کی گنجائش دی ہے کہ اگر کسی کے بارے میں جرم کرنے کی شک ہو یا کسی پر جرم کرنے کی تہمت لگ جائے تو بعض اوقات وہ متہم شخص مستورالحال ہوتا ہے جس کی سچے یا جھوٹے ہونے کا پتہ نہیں ہوتا۔ اب اگر اس کو سزا دیا گیا اور اس کے بعد وہ بے گناہ ثابت ہوا تو یہ ظلم ہو گا اور اگر اس کو سزا نہیں دیا گیا ویسے ہی چھوڑ دیا گیا جس کے بعد کسی زریعے سے ثابت ہوا کہ وہ واقعی مجرم تھا تو یہ گناہ میں اعانت کرنے کے مترادف ہونے کے ساتھ ساتھ مجرم کو بھاگ جانے کا موقع میسر آئے گا نیز ممکن ہے کہ وہ باہر آ کر اپنے گناہ و جرم کے اثار یا علامات مٹا سکے گا لہذا ان ممکنہ خطرات کے پیش نظر متہم مجرم کو اس وقت تک جیل میں روکنا یہاں تک کہ اس کی احوال کی حالت یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ کیا وہ واقعی مجرم ہے یا نہیں عین معقولی بات ہے۔ اب اگر قرائن سے اس کا مجرم ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے تو اس کو سزا کے نفاذ کے لئے قاضی / جج کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور اگر قرائن سے اس کا مجرم ثابت نہیں ہو رہا تو چھوڑ دیا جائے گا[45]۔

خلاصہ

سزا بصورت حبس (Imprisonment) اسلام سے پہلے مختلف ادوار میں مروج رہا ہے مثلاً قدیم مصری تہذیب (2050-1786 ق م)، حمورابی دور (2067-2025ق م)، قدیم عراقی تہذیب جو بائبلی تہذیب بھی کہلاتا ہے (1792-1750 ق م)، رومن سلطنت (753ق م)، آشوری سلطنت (746ق م)، فارس سلطنت، بدھا مذہب (600ق م)، عرب زمانہ جاہلیت کے ادوار میں جہاں پر جرائم کے ارتکاب پر دیگر سزاؤں کا رواج تھا وہی پر سزا بصورت حبس (Imprisonment) کا دستور بھی پایا جاتا تھا۔

اسلام آنے کے بعد اسلام نے جہاں پر حدود و قصاص کی سزائیں مقرر کیں وہاں پر تعزیری سزائیں بھی مشروع فرمائیں جو جرم، مجرم اور ماحول کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے حکمران کی صوابدیدی اختیار ہوتی ہیں جن میں

سزائے بصورتِ حبس (Imprisonment) یا جیل بھی شامل ہے۔

دور رسالت ﷺ اور دور صدیقی میں مجرم کو یہی سزا دی جاتی تھی البتہ جیل خانوں کا کوئی معین صورت نہیں تھا بلکہ مجرم کو کبھی ستون کے ساتھ باندھ دیئے جاتے تھے اور کبھی گھر یا خیمے میں بند کر کے رکھتے تھے۔ دور فاروقی میں حضرت عمر نے حضرت صفوان بن امیہ کا گھر چار ہزار درہم میں خرید کر باقاعدہ جیل خانہ قرار دیا۔ بعد میں حضرت علی نافع اور مخیس نامی قید خانے بنائے۔

قران، حدیث، اجماع اور قیاس، ان چاروں مصادر شریعت سے اس کی مشروعیت اور جواز کا پتہ چلتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ ہے کہ مجرم عورتوں کو گھروں میں بند رکھنے کا حکم دیا ہے نیز ڈاکہ ڈالنے والوں کو "ینفوا من الارض" کہہ کر معاشرے سے الگ کر کے جیل میں بند کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھا تھا نیز الزام میں ایک آدمی کو قید بھی کیا تھا۔ مبینہ سزا پر دور رسالت سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا عمل رہا ہے جو اس کی مشروعیت پر اجماع ہے۔ قیاس بھی اس کے جواز کا متقاضی ہے کیونکہ بعض اوقات عادی مجرم کو معاشرے سے الگ تلگ رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے اور وہ تنہائی کا شکار ہو کر اپنے جرم سے توبہ تائب ہو نیز ملزم کو جرم کے فیصلہ ہونے تک بند رکھنا اس لئے بھی اہم ہوتا ہے تاکہ وہ باہر آکر جرم کے آثار نہ مٹا سکے اور آمدہ فیصلے پر آسانی کے ساتھ عمل درآمد ممکن ہو سکے۔

المختصر یہ کہ سزا بصورتِ حبس (Imprisonment) اسلام سے پہلے ادوار میں مروج رہی اور اسلام کے بعد بھی انسانیت کی اصلاح اور معاشرتی امن کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے جواز اور وجود کو برقرار رکھ اس کو ترقی دی۔

References

[1] Majmaa ul lughat ul arbia, Almoajam ul alwaseet, Qahirah: Dar uddawa, mada; sijjan

[2] Balyavi, Abdul Hafeez, Misbah ul Lughaat, Karachi: Qadimi Qutab Khana, mada; sijjan

[3] Ibid, Mada; habs

[4] Abughudda, Abdulfataah, Fiqhul Muaatqalat walsojoon walqanoon, Riyaz: Saoodi Arabia, 2006AD, p:40

[5] Ibnul Qaim(d.751AD), Altoroq ul Hukmia, Birut: Darul Iman, p:102.

[6] Alkasani, Abubakar bin Masood(d.587AH), Badaio Ssnaai fi Tarteebe Shrai, Birut: Darul Kotobul Ilmia,Ad: 2nd: 1406AH, 7/174.

[7] Kitab e Moqaddas, Kitab Istisna, 5/6, wa bad, Alquran, 2/178.

[8] Manu Dharam Shaster, 8/346.
[9] Kitab Paidaish, 39/13, Alquran, 12/35.
[10] Alquran, 26/29.
[11] Alquran, 38/38.
[12] Normal Morris, The Oxford History of the Prison, (New York: Oxford University Press, 1998.), page;08.
[13] Diwrant and group, Qissat ul Hazara, Alqahirah: Maktabtul Usra, 2001AD, 1/85.
[14] Malik Ram, Hammurabi awr Babli Tehzib wo Tamaddon, Lahore:Apna Idara, 2000AD, p:10.
[15] Robert Francis Harper, "The Code of Hammurabi, King of Babylon", (London: The University of Chicago,1904.), Page;39.
[16] Normal Morris, The Oxford History of the Prison, (New York: Oxford University Press, 1998.), page;09.
[17] Salateen:1, 22/46
[18] Qissat ul Hazara,1/281-282
[19] The Oxford History of the Prison, page;09.
[20] Hassan Abu Ghudda, Ahkamu Ssijjan wa Moamalatu Ssojana, Kuwait: Maktabatul Manar, Adittion; 1st;1987, P:266.
[21] Hassan Abu Ghudda, Ahkamu Ssijjan wa Moamalatu Ssojana, p:50
[22] S. Parkash, "History of Indian Prison System", The Journal of Correctional Work, No.XXII, Jail Training School, Lucknow, 1976, p.89.
[23] Babington, "The English Bastile", Lahore: Anthony London Academy, P:1183.
[24] Babington, "The English Bastile", Lahore: Anthony London Academy, P:51.
[25] Ibn ul Homam, Muhammad bin Abdulwahid(d.861AH), Fathul Qadir, Birut: Darul Fikar, 5/212.
[26] Almawardi, Abul Hasan Ali bin Muhammad(d.450AH), Alahkamul Sultania, Qahira: Darul Hadis, 1/344.
[27] Albokhari, Muhammad bin Ismail(d.256AH), Sahih ul Bokhari, Damashque: Dar ibne Kaseer, addition;1st, 2002AD, 1/99.
[28] Ibnul Qaim(d.751AD), Altoroq ul Hukmia, Birut: Darul Iman, p:102.
[29] Albughdadi, Abdul Qadir bin Umar(d.1093AD), Khezanat ul Adab lilbughdadi, Qahirah: Maktaba Khanji, 1197, 4/80.
[30] Ibne Abedin, Muhammad Amin bin Umar(d.1252AH), Raddul Mukhtar aladdorol Mukhtar, Birut: Darul Fikar,1992AD, 5/377.
[31] http://raseef22.com/article/1071288-islam-jalil-prophet-used-wives-houses-mosques-prison-facitilies access; 12:30 pm, November 20, 2020.
[32] Ibne Saad, Muhammad ibne Saad, (d.230AH), Altabqat ul Kobra le Ibne Saad, Birut: Darul Kotobul Ilmia, 1990, 4/344.
[33] Hassan Abu Ghudda, Ahkamu Ssijjan wa Moamalatu Ssojana, p:297.
[34] Alquran, 4/15.
[35] Ibne Arabi, Muhammad bin Abdullah(d.543AH), Ahkamul Quran, Birut: Darul Kotobul Ilmia, 1/461.
[36] Alquran, 5/33.
[37] Ibne Arabi, Muhammad bin Abdullah(d.543AH), Ahkamul Quran, Birut: Darul Kotobul Ilmia, 2/99.
[38] Alquran, 26/29.
[39] Albokhari, Muhammad bin Ismail(d.256AH), Sahih ul Bokhari, Damashque: Dar ibne Kaseer, addition;1st, 2002AD, 1/124.

[40] Dar e Qutni, Ali bin Umar(d.385AH), Sunan Dar e Qutni, Birut: Darul Marifa, 2001, 3/61.

[41] Abu Dawood, Solaiman bin Ashaas(d.275AH), Damishque: Dar Resalatul Ilmia, 2009, 2/474.

[42] Ibnul Qaim(d.751AD), Altoroq ul Hukmia, Birut: Darul Iman, p:145.

[43] Ibne Farhoon, Ibrahim bin Ali(d.799AH), Tabsiratul Hokkam, Qahira: alkulyat ul Azharia, 1406/1986, 3/220.

[44] Asbahani, Abdullah bin Muhammad, Alazma, Ryadh: Darul Aasimah, 1408AH, 1/214.

[45] Abughudda, Abdulfataah, Fiqhul Muaatqalat walsojoon walqanoon, p;70.